کرنے کیلئے کراچی میں جمع کیا۔ اس آل پارٹیز کانفرنس کے میزبان اور صدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے۔ آپ نے ان تازہ منفی اقدامات اور حکومتی لیت ولعل کا جائزہ لینے کے لئے جمعیت علمأ پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان اور جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد صاحب کے علاوہ دیگر تنظیموں کے سربراہوں کو اکٹھا کیا۔ ان تمام رہنماؤں نے دینی حمیت اور عوامی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت اور بینکوں پر یہ واضح کیا کہ ہم تمہارے روایتی دین دشمن اقدامات کو اب مزید برداشت نہیں کریں گے اور سودی نظام کو ملک میں مزید چلنے نہیں دیں گے۔

ہماری سپریم کورٹ آف پاکستان سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور اس نئی درخواست کو مسترد کر کے حکومت اور بینکوں کو واضح ہدایت دی جائے کہ کورٹ کے سابقہ فیصلے پر ہر حال میں یکم [illegible]ئی سے عمل درآمد کیا جائے۔ اگر خدانخواستہ کورٹ نے حکومتی دباؤ میں آکر اپنے سابقہ فیصلے پر نظر ثانی کی تو اس سے اس کی رہی سہی ساکھ بھی متاثر ہوگی۔ کیونکہ ملک میں عدلیہ اور سپریم کورٹ کا کردار کئی حوالوں سے مجروح ہوا ہے۔ البتہ سود کے بارے میں سپریم کورٹ کے فیصلے سے اس کی کھوئی ہوئی ساکھ اور عزت بحال ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم امید کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اللہ کے قانون کی حاکمیت کو ہی مقدم رکھتے ہوئے دوقومی نظریہ اور پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کا ہر حال میں پاس رکھے گی۔

مردِ قلندر مولانا عبدالستار خان نیازی کی رحلت

کرو کج جبیں پہ سرِ کفن میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرور عشق کا بانکپن پس مرگ ہم نے بھلا دیا

بالآخر مولانا عبدالستار خان نیازی بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ مولانا مرحومؒ ہمارے اس قافلے کے آخری مسافر تھے جن میں تہذیب وشرافت، دیانت وامانت، دینی حمیت اور ملی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مولانا مرحومؒ کی شکل میں ایک تاریخ ساز شخصیت ہمارے درمیان موجود تھی۔ مولاناؒ کی جدائی نے ملک کے سیاسی اور قومی خلاء میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ آپ نے اپنی شخصیت پر ساری عمر کسی قسم کا داغ دھبہ لگنے نہیں دیا۔ عمر بھر جیئے بھی تو شان سے جیئے۔ بڑے سے بڑے آمر و جابر، حکمران اور روایتی جاگیرداروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مرے بھی تو اس شان سے مرے کہ ورثے اور میراث میں صرف چار جوڑے کپڑوں اور کتابوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔　　ع　　بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

ہمارے ملکی سیاست کے علمبرداروں اور قومی رہنماؤں کے لئے مولانا مرحومؒ کی زندگی اور موت

دونوں ہی درس عبرت و نصیحت ہے۔ آپ کی زندگی کے تمام پہلو اتنے روشن اور تابناک ہیں کہ اس پر مزید روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہوگا۔ آپ کی جدو جہد ملک و دین کے لئے خدمات بھی روز روشن کی طرح واضح اور پاکستان کی تاریخ کا زرین باب ہیں۔ ہر قومی اور دینی تحریک میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا' خصوصاً جنرل ایوب اور ذوالفقار علی بھٹو کے آمرانہ ادوار میں آپ کے مجاہدانہ کردار و گفتار کو جو پذیرائی ملی وہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ اگرچہ آپ بریلوی مکتب فکر کے چوٹی کے رہنما اور پیشوا تھے لیکن اعتدال اور میانہ روی جس قدر آپ میں تھی اس کی نظیر الاماشاء اللہ دوسرے حضرات میں سے ملتی ہے۔ کبھی مسلکی شکن آپ کے خوبصورت ماتھے پر نمودار نہ ہوسکی اور نہ کبھی آپکے کشادہ دل میں تعصب کو جگہ مل سکی۔ جمعیت علمائے اسلام جو مسلک دیوبند سے وابستہ سیاسی جماعت ہے نے جب بھی کسی دینی مسئلے یا قومی امور میں آپ سے تائید مانگی تو مولانا نیازیؒ نے بھرپور معاونت سے نوازا۔ جیسے پارلیمنٹ میں شریعت بل کی حمایت اور عوام میں اس کی پذیرائی کے لئے جدو جہد کرنا متحدہ علماً کونسل' ملی یکجہتی کونسل' دفاع افغانستان کونسل جیسی تمام تحریکات اور نکات پر آپ نے بھرپور سرپرستی فرمائی۔ پھر آپ کا یہ بھی امتیازی وصف رہا کہ دیگر تمام مسلکوں سے وابستہ افراد اور تنظیموں میں آپ ہی وہ پہلے فرد واحد تھے جنہوں نے تحریک طالبان افغانستان کی مکمل تائید و حمایت کی۔ فتح کابل کے دوسرے روز یہاں جامعہ حقانیہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا مرحومؒ باوجود ضعف کے یہاں تشریف لائے اور ببانگ دہل تحریک طالبان کی حمایت میں ایک یادگار خطاب کیا۔ پھر اس کے بعد آخر دم تک آپ طالبان کے نفاذ اسلام کے حق میں رطب اللسان رہے۔

آپ عمر بھر مجرد رہے لیکن قومی اور ملی خدمات میں ایسے منہمک رہے کہ بس اسی سے آخر دم تک نباہ کئے رکھا۔ بہر حال آپ ایک مرد قلندر تھے۔ حق گوئی اور حق شعاری آپ کا نمایاں وصف رہا۔ آپ نہ صرف ایک بے باک و دبنگ شخصیت کے مالک تھے بلکہ آپکی شیر جیسی گرجدار صوت و آہنگ سے پارلیمنٹ اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا رہتا اور اس کے ساتھ غضب کی طویل القامتی وجاہت اور خوبصورتی نے آپ کی شخصیت کو اور بھی نکھار رکھا تھا' دستار کا مخصوص شملہ بھی آپ کا خصوصی طرہ امتیاز رہا۔ جسکی عظمت اور حرمت کا بھرم آپ نے آخر دم تک قائم و دائم رکھا۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکوگے

قومی منظر سے آپ کے قد کاٹھ اور عظیم کارناموں والی شخصیت کا اٹھ جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی میوزیم سے اسکی معروف اور مرکزی نادر چیز غائب کردی جائے۔ خداوند سے دعا ہے کہ خلد بریں کا یہ مسافر عرش کے سایہ تلے سکون اور راحت سے رہے۔ (امین) ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا